سوانحِ حیات

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبد الصمد صارم

ایم ثناء اللہ خاں اینڈ سنز - ۲۶ ریلوے روڈ ۔ لاہور

شیخ الاسلام

یعنی

سوانح حیات علامہ شبیر احمد عثمانی

مصنفہ

عبدالصمد صارم استاد اردو۔ فارسی۔ عربی

اورنٹیل کالج لاہور

باہتمام

ایم ثناء اللہ خاں اینڈ سنز

۲۶۔ ریلوے روڈ لاہور

بار اوّل ۱۰۰۰
سن اشاعت ۱۹۵۸ء
قیمت ایک روپیہ چار آنے

ناشر
ایم ثناء اللہ خاں اینڈ سنز
۲۶ ریلوے روڈ لاہور

طابع
منصور پریس لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیدائش

پیارے بچو! علامہ عثمانیؒ کے والد کا نام مولانا فضل الرحمٰن تھا وہ اپنے زمانے کے فاضل، اردو ادب کے ماہر اور ڈپٹی انسپکٹر مدارس تھے۔ آپ کے والد نے آپ کا نام پہلے فضل اللہ رکھا۔ اس کے بعد محرم کی دسویں تاریخ کو پیدا ہونے کی وجہ سے شبیر احمد کے نام سے مشہور ہوئے۔ دسویں محرم الحرام ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۶ء بمقام بجنور پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرۂ نسب حضرت عثمان غنیؓ سے جا ملتا ہے۔

۱۳۱۲ھ میں رسم بسم اللہ ہوئی۔ قرآن شریف اُردو اور فارسی پڑھنی شروع کی۔

اس کے بعد فارسی کی بڑی بڑی کتابیں مولانا محمد یٰسین صاحب سے پڑھیں ۱۳۱۹ھ میں عربی تعلیم دیوبند میں

شروع کی۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب آپ کے
خاص استاد تھے۔ سنہ ۱۳۲۵ھ مطابق سنہ ۱۹۰۸ء میں تعلیم سے
فراغت پائی اور دورہ حدیث میں اوّل آئے۔

فراغت کے بعد کچھ عرصہ دیوبند میں تعلیم دیتے رہے
اس کے بعد مدرسہ فتحپوری دہلی میں صدر مدرس بن کر گئے۔
سنہ ۱۳۲۳ھ میں آپ کی شادی ہوئی۔ سنہ ۱۳۲۸ھ میں حج کیا
سنہ ۱۳۴۴ھ میں شاہ حجاز کی دعوت پر جمعیۃ علمائے ہند کی
طرف سے نمائندہ بن کر گئے۔ وہاں عربی زبان میں زبردست
تقریر کی۔

سنہ ۱۳۴۸ھ میں جامعہ ڈابھیل ضلع سورت تشریف لے
گئے اور وہاں تفسیر و حدیث پڑھاتے رہے سنہ ۱۳۵۴ھ مطابق
سنہ ۱۹۳۶ء دارالعلوم دیوبند کے پرنسپل مقرر ہو گئے۔ آپ
نے دارالعلوم کی ترقی کے لئے بہت زیادہ کوشش کی۔
سنہ ۱۹۴۴ء میں وہاں سے علیحدگی اختیار کی اور جمعیۃ علماء اسلام
کے صدر کی حیثیت سے آپ نے ملک کے طول و عرض
میں دورے کئے۔

پاکستان بننے پر ۶ اگست سنہ ۱۹۴۷ء مطابق ۱۸ رمضان

المبارک ۱۳۶۶ھ کراچی آ گئے۔

بچپن

آپ کو کھیل کود سے سخت نفرت تھی۔ اپنے وطن کے دوسرے بچوں کی طرح باغوں اور جنگلوں میں گھومنے پھرنے کی عادت نہ تھی۔ خدا نے ان کو کھیلنے کودنے کے لئے نہیں بلکہ قوم کو بیدار کر کے پاکستان بنانے کے واسطے پیدا کیا تھا۔

تعلیم کا اتنا چسکا تھا کہ سارا دن دارالعلوم میں رہتے سبق پڑھنے کے بعد جب چھٹی ہو جاتی تو استادوں کی خدمت میں مصروف ہو جاتے تھے۔ اور ان سے اخلاق کے درس لیتے۔ شام کو گھر آتے تو رات بھر خدا کی عبادت کرنے میں گذارنے۔ مسلسل نیند کی کمی کے سبب صحت گرنے لگی۔ تو مہربان ماں نے کہا۔ بیٹا! رات کو سو جایا کرو لیکن پھر بھی وہ رات بھر عبادت کرتے اور دن میں مدرسے میں حاضر ہو جایا کرتے۔ ماں نے پھر اصرار کیا تو آپ نے کہا۔ اماں! اگر آپ مجھ کو حقیقی آرام دینا چاہتی ہیں تو رات کو

جاگنے سے نہ روکیں اور اللہ کی عبادت سے منع نہ کریں اس عبادت سے جب مجھے یہاں آرام ملتا ہے تو آئندہ زندگی میں بھی آرام ہی ملے گا۔ ہاں اس جواب سے لاجواب ہوگئیں اور دعائیں دینے لگیں ۔

علامہ کے اساتذہ

علامہ نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کے زمانے میں کئی استادوں سے علوم کی تحصیل کی مثلاً شیخ الہند کے علاوہ۔ مولانا منصور الانصاری مولانا برکت اللہ بھوپالی مولانا عبید اللہ سندھی مولانا محمد لیسین۔ مولانا منظور احمد وغیرہ سے بھی فیض حاصل کیا ۔

علامہ نے فقہ، علم و حکمت اور حدیث شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا سے پڑھی جو براہ راست مولانا قاسم صاحب کے شاگردوں میں سے تھے۔ اور یہ سلسلہ شاہ ولی اللہ کی شخصیت تک پہونچتا ہے۔ یہ وہ شخصیت ہے۔ جس نے ہندوستان میں قرآن شریف کا ترجمہ فارسی میں کرکے اللہ کی کتاب کو سمجھانے کا سلسلہ

شروع کیا۔ اور حدیث کے علوم کو ہندوستان میں رائج کیا اور اس مبارک خاندان کے لوگ ہندوستان میں علوم اسلامیہ کی تبلیغ کے لیے چاروں طرف پھیل گئے۔ اور انہی لوگوں کے فیض سے دارالعلوم دیوبند قائم ہوا۔ یہیں سے علامہ عثمانی کو عالم دین اور نائب رسول ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

شیخ الہند کے دوسرے مشہور شاگردوں میں سے مفتی کفایت اللہ دہلوی۔ مولانا عبید اللہ سندھی اور مولانا حسین احمد مدنی بھی ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ مگر ان سب کو علامہ عثمانی کی علمی فضیلت کا اعتراف تھا۔

طالب علمی کا زمانہ

طالب علمی کے زمانے ہی سے علامہ عثمانی کو مشکل مسائل حل کرنے کی مہارت حاصل ہو گئی تھی۔ مہتمم دارالعلوم کے گھر جمعہ کے بعد اجتماع ہوا کرتا تھا۔ جب کوئی مشکل مسئلہ سامنے آتا تو مہتمم صاحب شفقت سے کہتے شبیر احمد! اس مسئلہ میں تمہاری کیا رائے ہے علامہ نہایت فصاحت

سے بیان کرتے جس سے سب کو اطمینان قلبی ہوتا علامہ اُردو اور عربی دونوں زبانوں کے بہترین شاعر اور ادیب تھے۔ ان دونوں زبانوں میں آپ گھنٹوں روانی کے ساتھ لکچر دیا کرتے اور نہایت ہی سلاست سے بیان کرتے تھے۔ قدرت کی طرف سے آپ کو ایسی ذہانت عطا ہوئی تھی کہ جس چیز کو طلباء سالوں محنت کرکے حاصل کرلیتے ہیں۔ آپ چند دنوں میں حاصل کرلیتے۔ اور ہر مضمون اور ہر امتحان میں اوّل نمبر پر کامیاب ہوا کرتے تھے۔

علم

دستار فضیلت کے کچھ عرصہ بعد دہلی کی مشہور و معروف درس گاہ مدرسہ عالیہ مسجد فتحپوری دہلی میں صدر مدرس مقرر ہوگئے آپ بیس سال کی عمر میں تمام علوم سے فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔ آپ کی ذہانت، علمیت اور قابلیت کی شہرت دہلی اور دیوبند سے نکل کر چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ آپ

دو سال دہلی میں صدر مدرسی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ وہاں سے آپ کو دیوبند بلا لیا گیا۔ جہاں آپ ایک کامیاب معلم ثابت ہوئے۔ آپ کو خدا نے یہ فضیلت عطا کی کہ آپ دوسرے عالموں اور استادوں کے مقابلہ میں قابل رشک اور امتیازی شان کے مالک بن گئے۔ درس کے ساتھ ساتھ علامہ نے حدیث کی مشہور کتاب مسلم شریف کی شرح بھی لکھی۔ آپ کی یہ بے نظیر شرح عربی میں ہے۔ جو تمام شرحوں سے بہتر ہے۔ اس کا نام فتح الملہم ہے۔ جس کو اکثر عالموں نے تسلیم کیا ہے۔ اور اس شرح کو حیدر آباد کے نواب میر عثمان علی خاں نے پوری عقیدتمندی کے ساتھ سرکاری اہتمام سے شائع کیا

تفسیر

علامہ عثمانی مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں تقریباً اٹھارہ سال درس دیتے رہے اس دوران میں آپ نے محدث کے علاوہ مفسر کی حیثیت سے بھی شہرت حاصل کی آپ کو علماء کا طبقہ شیخ التفسیر کے لقب

سے یاد کرتا ہے۔ آپ اپنے استاد شیخ الہند کے نزدیک اتنے معتبر تھے کہ شیخ الہند نے قرآن شریف کا جو نامکمل ترجمہ چھوڑا تھا۔ اس کو پورا کرنے کے لیئے علامہ عثمانی ہی کو وصیت کی تھی چنانچہ آپ نے فوائد القرآن کے نام سے اسے مکمل کر لیا اور یہ انمول موتی اس قدر ہر دلعزیز ہوا کہ اردو کے علاوہ عربی فارسی اور دوسری زبانوں میں بھی اس کے ترجمے شائع ہوئے۔ یہ بات ذکر کے قابل ہے کہ حکومت افغانستان نے سرکاری طور پر اس فوائد القرآن کا پشتو ترجمہ شائع کرایا۔

شیخ الہند، علامہ عثمانی کے استاد ہونے کے علاوہ مرشد اور رشتہ دار بھی تھے جو ساری عمر انگریزی حکومت کے خلاف جہاد کرتے رہے۔ اس لیے پہلی عالمگیر جنگ میں انگریزی حکومت نے شیخ الہند کو جزیرۂ مالٹا میں قید کر دیا تھا جہاں انہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ پورا کر کے صرف دو ابتدائی سورتوں یعنی سورہ بقرہ سورہ نساء کے فوائد لکھے تھے۔ رہائی کے بعد دیوبند آتے ہی شیخ الہند کا انتقال ہو گیا۔ شیخ مرحوم کی صاحبزادی

کے پاس اس وقت یہ نامکمل فوائد القرآن تھا۔ جو اخبار مدینہ بجنور کے مالک مولوی مجید حسن نے ہدیہ دے کر حاصل کر لیا۔

اس کے بعد مولوی مجید حسن نے فوائد لکھنے کے لیے حضرت مولانا مدنی کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے کچھ فوائد لکھ کر دیئے مگر وہ انہیں بالکل پسند نہ آئے پھر وہ علامہ عثمانی کے پاس گئے تو آپ نے بطور نمونہ کچھ لکھ کر دیا۔ جو بہت ہی پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا گیا۔ آخر علامہ عثمانی نے تحقیق کے ساتھ ادیبانہ اور سلیس اُردو زبان میں قرآن مجید کی بے مثال تفسیر لکھی کہ ہندوستان و پاکستان کے تمام علماء و عوام اور انگریزی دان طبقے نے بھی اس کو بے حد پسند کیا۔ یہ بے مثال تفسیر اُردو دان عوام اور علماء کو تمام دوسری تفسیروں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ مفتی کفایت اللہ اور مولینا مدنی وغیرہ نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر خراج تحسین پیش کیا۔ مختصر یہ کہ مسلم شریف کی شرح اور قرآن کریم کی تفسیر علامہ کے سب سے بڑے علمی اور

دینی کارنامے ہیں۔ اس کے علاوہ علامہ کی دوسری مشہور تصانیف یہ ہیں۔

اعجاز القرآن۔ الشہاب الثاقب۔ العقل والنقل فی الاسلام اور الہدیۃ السنیہ وغیرہ

انتصار الاسلام

مولانا عبید اللہ سندھی شیخ الہند کے انقلاب پسند شاگرد تھے۔ انھوں نے ایک انقلابی انجمن انتصار الاسلام کے نام سے بنائی۔ اس کے ماتحت دو بہت سرد ی بڑے بڑے اجتماع ہوئے ایک میرٹھ میں دوسرا مراد آباد میں منعقد ہوا میرٹھ کے اجتماع میں علامہ عثمانی نے ایک پر مغز انقلابی وسیاسی مقالہ پڑھا۔ جس کا عنوان اسلام تھا۔ یہ مقالہ سنتے ہی تمام علماء و حاضرین میں آپ کی دھوم مچ گئی۔ یہ علامہ کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اور موصوف کو اتنے بڑے علمی و عوامی اجتماع میں تقریر کرنے کا پہلی مرتبہ اتفاق ہوا تھا۔ اس اجلاس میں علامہ اشرف علی تھانوی نے بھی شرکت کی تھی۔ انھوں نے علامہ عثمانی کا یہ مقالہ

سن کر بے انتہا خوشی کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ میں آج تک اس بات پر فکر مند رہا کرتا تھا کہ میرے بعد زبانی اور قلمی جہاد کے میدان میں میری جگہ کون ہو گا مگر آج اپنے نوجوان عزیز شبیر احمد عثمانی کی تقریر سن کر میں بے فکر ہو گیا ہوں۔

القصہ علمی و سیاسی کارناموں سے ملک کے علمی حلقوں میں آپ کی شہرت ہو گئی۔ اس کے بعد آپ جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس انتظامی کے خاص رکن منتخب کر لیے گئے جہاں آپ کی درست رائے کا ہر ایک کو اقرار کرنا پڑتا تھا۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا حبیب الرحمٰن جو دار العلوم کے مہتمم تھے۔ علامہ پر ان کو بہت ناز تھا۔ آپ سبب کسی وجہ سے جلسوں میں تقریر کرنے سے انکار کرتے تو موصوف اُن کو منا کر راضی کر لیا کرتے تھے۔

قربانی

علامہ عثمانی کو اپنی مادر علمی دار العلوم دیوبند سے غیر معمولی محبت تھی۔ آپ نے اس علمی درس گاہ سے فیض

حاصل کرنے کو ہمیشہ خوش قسمتی سے تعبیر کیا یہی وجہ ہے
کہ آپ نے اٹھارہ سال تک دارالعلوم سے برائے نام
بہت تھوڑی تنخواہ یا معاوضہ لیا اور اس طرح اللہ
کا ایک سپاہی بن کر طلبہ علماء اور عوام کی بے لوث خدمت
کرتے رہے۔ آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ دارالعلوم کے
مجھ پر بے انتہا احسانات ہیں۔ جن سے میں کبھی عہدہ برآ
نہیں ہو سکتا ہوں۔ میں اپنی مادر علمی کی خدمت کرنا اپنے
لئے نیکی تصور کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ آپ کے بعض
دوستوں کی زبانی پوری تنخواہ نہ لینے کی ایک وجہ یہ بھی
معلوم ہوئی کہ علامہ مرحوم اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے خوف
آتی ہے۔ اگر میں ان دنوں کی تنخواہ لے لوں جن دنوں
میں دارالعلوم سے غیر حاضر رہتا ہوں۔ یا پوری توجہ سے
اپنے فرائض مکمل طور سے ادا نہ کر سکوں تو کہیں قیامت
کے دن مجھ سے سوال نہ ہو جائے۔

بے نظیر لکچرار

علامہ عثمانی عربی اور اردو کے بہترین لکچرار تھے۔

نظام حیدرآباد نے جب پہلی بار آپ کی تقریر سنی تو وہ بہت ہی متاثر ہوئے۔ علامہ کے ایک دوست کا بیان ہے کہ جوانی کے زمانے میں جب پہلی مرتبہ علامہ حیدرآباد گئے تو وہاں آپ نے دو تین تقریریں کہیں۔ جن کی اطلاع نظام کو پہنچی جس جامع مسجد میں نظام جمعہ ادا کرتے تھے اس میں تقریر کے لئے علامہ کو دعوت دی گئی آئندہ جمعہ کو جب مقررہ وقت پر نظام آکر نمازیوں میں بیٹھ گئے تو اس وقت علامہ سلیمان ندوی تقریر کر رہے تھے۔ ان کی تقریر چند منٹ سننے کے بعد ——— علامہ عثمانی نے نہایت پر جوش تقریر کی جس سے نظام بہت خوش ہوئے تھے۔

دوران تقریر میں علامہ نے کہا کہ جب ہمارے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے تھے تو وہاں آپ نے حضرت بلال کی جوتی کی آہٹ سنی اور ان کے چلنے کی آواز سنائی دی۔ جہاں حضور کے سوا کوئی نہ تھا یہ واقعہ شب معراج کے بیان میں تفصیل

سے مذکور ہے۔

علامہ نے کہا اگر حضرت بلال کی جوتی کا ایک تسمہ یا اس کا ایک ٹکڑا مل جائے۔ تو وہ شاہی تاج سے بھی بہتر ہے۔ اس مثال کو عثمان علی خاں نظام دکن نے اتنا پسند کیا کہ وہ اور تمام حاضرین ان کی خطابت اور زور بیان پر عش عش کرنے لگے۔

نظام کی دعوت

نظام نے اس کے بعد بھی علامہ عثمانی کو اور بھی کئی تقریروں میں خاص ذوق و شوق سے شرکت کی۔ ایک مرتبہ نظام نے علامہ کو اپنے محل میں دعوت دی۔ اس موقع پر آپ نے ان سے خاص کمرے میں ملاقات کی۔ لیکن علمی مسائل کا ایسا دلچسپ سلسلہ شروع کیا کہ پون یا ایک گھنٹے تک برابر نظام پوری توجہ کے ساتھ بات چیت کرتے رہے۔ آخر میں معذرت کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں وزیر اعظم سے اہم مشورہ کے لیئے وقت نہ لیتا تو جناب کی گل افشانیوں سے

زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاتا یہ میرے لئے نہایت سعادت تھی اس لئے اگر کسی اور وقت پھر آئیں تو اچھا ہو گا جب تک علامہ حیدرآباد میں رہے اکثر اوقات نظام اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بلاتے تھے۔

ایک دفعہ نظام نے کہا کہ آپ ریاست کے دارالافتاء میں صدارت قبول فرمائیں اور ایک ہزار روپیہ ماہانہ قبول کریں۔ مگر علامہ نے معذرت چاہی۔ آخر نظام نے علامہ کے لئے دو سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کر دیا جو پاکستان کے بننے تک علامہ کو برابر ملتا رہا۔

جامعہ ڈابھیل

علامہ عثمانی کو دارالعلوم دیوبند سے غیر معمولی محبت تھی۔ لیکن آپ کو اسے خیرباد کہنا پڑا۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا حبیب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم دیوبند اور علامہ انور شاہ کشمیری کے درمیان انتظامی امور، انتخابات کی تنظیم اور طلبہ کے مطالبات پر سخت اختلافات ہو گئے کہ تمام طالب علم اور استاد دو حصوں

میں تقسیم ہوگئے۔ علامہ عثمانی انور شاہ کشمیری کے
حامی تھے۔ ان دونوں پارٹیوں میں سے ایک پارٹی
نے دیو بند سے چلے جانے کو ترجیح دی اور ضلع
سورت کے مقام ڈابھیل میں پہنچ کر جامعہ اسلامیہ کے
نام سے ایک اسلامی دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ یہ دینی
درس گاہ تقریباً بارہ سال تک ترقی کرتی رہی۔ یعنی
پاکستان بننے تک۔ اختلاف ختم ہونے کے بعد علامہ
عثمانی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے ساتھ ساتھ دارالعلوم
دیو بند کی اعزازی خدمت بھی کرتے رہے۔ علامہ
اس وقت خاص طور سے اپنی مادر علمی یعنی دارالعلوم
دیو بند کی طرف خاص توجہ کرتے رہے۔ جب مولانا
مولانا مدنی اور اُن کے ہم خیال لوگ کانگرس کی
متحدہ قومیت کی اشاعت کرنے لگے تو علامہ اپنے
استاد و مرشد حضرت شیخ الہند کی پیروی میں چونکہ
دو قومی نظریہ کے قائل تھے۔ اس لئے آپ نے دارالعلوم
کے طلبہ اور استادوں کو کانگریسی خیالات اور اشاعت
سے روکنے کی کوشش کی۔ مولانا حسین احمد مدنی

اس بات پر ڈٹے ہوئے تھے۔ کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی کوئی جداگانہ قومیت نہیں ہو سکتی۔ وہ ہندوستان کی متحدہ قومیت کا ایک جزو ہیں۔ اس لیئے وہ ایک بڑی اقلیت ہیں۔ علامہ عثمانی نے اس نظریہ کے خلاف جہاد کیا اور اعلان کیا کہ ہندوستان میں مسلمان دوسری قوموں سے بالکل علیحدہ ایک مستقل قوم ہیں۔

جمعیۃ علمائے ہند

اسلام میں سیاست اور مذہب ایک دوسرے سے ہرگز علیحدہ نہیں ہیں۔ لیکن انگریزی دور حکومت میں دوسری قوموں کی طرح ہندوستانی مسلمانوں نے بھی مجبور ہو کر اسی طریقے کو اپنایا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس زمانے میں اپنی سیاسی اور مذہبی انجمنیں الگ الگ قائم کیا کرتے تھے۔ اسی قسم کی ایک مذہبی انجمن جمعیۃ علمائے ہند کی بنیاد رکھی گئی تھی جس کی مجلس عاملہ میں علامہ کو بہت زیادہ حصہ لینا پڑتا تھا۔ چنانچہ علامہ سنہ ۱۹۲۲ء سے سنہ ۱۹۴۶ء تک جمعیۃ العلماء کی مجلس عاملہ کے ممتاز رکن

رہے۔ ایک عرصہ تک یہ جماعت اپنے فرائض اچھی طرح انجام دیتی رہی۔ مگر جب اس میں خرابی پیدا ہو گئی تو علامہ نے اس کو خیرباد کہدیا اور مسلمانوں میں دو قومی نظریہ کو مقبول عام بنانے کے لئے آپ نے جمعیتہ علمائے اسلام کی بنیاد ڈال دی جس نے پاکستان کے حاصل کرنے میں سب سے زیادہ حصہ لیا ہے

جُداگانہ قومیّت

ہندوستان کے کافروں کے ناپاک ارادوں کو ناکام بنانے کے لئے علامہ نے جمعیتہ علماء اسلام کے ذریعہ علماء کے طبقے میں مسلم لیگ کے دو قومی نظریہ کی اشاعت کی یہ وہی نظریہ ہے جو دین اسلام کی شہ رگ ہے۔ اگر خدانخواستہ ہندو کانگریس کا متحدہ قومیت کا نعرہ کامیاب ہو جاتا تو ہندوستان کے بر صغیر میں مسلمان اور اسلام اسی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے جاتے۔ جس طرح ہماری قوم آٹھ سو

سال اسپین میں حکومت کرنے کے باوجود اس ملک کے عیسائیوں کے ہاتھوں فنا کے گھاٹ اُتار دی گئی۔

۱۹۴۵ء میں کلکتہ میں جمعیتہ علمائے اسلام کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں علامہ عثمانی علالت کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تو انہوں نے اپنے خیالات تحریر کر کے اپنا ایک خاص نمائندہ بھیجا۔ جس نے اس اجلاس میں آپ کا مقالہ پڑھ کر سنایا۔ اس پر جوش پیغام کو سن کر حاضرین کے دلوں میں جہاد کا جوش پیدا ہو گیا۔ اس خط میں علامہ نے لکھا تھا کہ دنیا جانتی ہے کہ اس جماعت (جمعیتہ العلمائے ہند) کا آخری چند سالہ طرز عمل، اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ ہندو کانگریس کے ہندوؤں کی من گھڑت متحدہ قومیت کی علمبردار بن گئی ہے۔

علامہ نے لکھا کہ ہندوستان میں جو سیاسی کشمکش اس وقت جاری ہے۔ میرے نزدیک اس سلسلے میں سب سے زیادہ قابل نفرت بلکہ اشتعال انگیز بات اور سب سے بڑی اہانت آمیز دیدہ دلیری یہ ہے

کہ یہاں کے دس کروڑ مسلمانوں کی مستقل قومیت سے صاف انکار کر دیا جائے۔ اس مقالہ میں علامہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ دنیا میں اسی عالمگیر اسلامی قومیت کا بیان مسلم شریف کی اس حدیث میں مذکور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام روحا میں ایک قافلہ نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ آنحضرتؐ نے ان سے دریافت فرمایا تم کون قوم ہو۔ جواب میں انہوں نے یہ نہ کہا کہ ہم حجازی یمنی یا نجدی ہیں۔ یا قریشی یا ہذیلی یا تمیمی یا کچھ اور ہیں اس قبائلی تعصب رکھنے والے ملک میں بھی ان کا جواب صرف یہ تھا کہ ہم مسلمان ہیں گویا وطنی اور نسلی عصبیت کے سب بت ٹوٹ چکے تھے۔ اور بجز اسلام کے اب کوئی حقیقی قومیت ان کے نزدیک باقی نہ رہی تھی۔ مسلمان کی نظر میں قومیت کی بنیاد ملک و وطن کی بجائے دین و کمالات دین پر ہونی چاہیئے۔ علامہ نے کہا کہ اس بنیادی نقطۂ نظر سے ضرور تمام غیر مسلم قومیں دوسری قوم سمجھی جائیں گی یہ بالکل ناممکن ہے کہ مسلمان اور کافر دونوں ایک

قوم بن سکیں کیونکہ ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ تمام کفر ایک الگ قوم ہے۔

کانگریسی مولویوں نے بھولے بھالے مسلمانوں کو متحدہ قومیت کے جال میں پھانسنے کے سلسلے میں یہ کہا کہ مسلمانوں نے مدینہ منورہ پہنچ کہ وہاں کی یہودی آبادی سے جو معاہدہ کیا تھا اس میں امتہ واحدۃ کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ تو علامہ عثمانی نے نہایت ہوشیاری سے اس فریب دہ جال کی دھجیاں اُڑا کر رکھ دیں۔ علامہ نے کہا کہ وہ معاہدہ جو مدینے کے یہودیوں کے ساتھ ہوا تھا۔ اس معاہدہ کی سب سے اہم دفعہ یہ تھی کہ اگر کسی معاملہ میں مسلمانوں اور یہودیوں میں نزاع ہو گا تو آخری فیصلہ وہ ہو گا جو اللہ اور اس کے رسول صادر فرمائیں گے۔ کیا متحدہ قومیت کے علمبردار آج کوئی ایسی شرط ماننے یا منوانے کے لئے تیار ہیں۔

عثمانی اور شیخ الہند کا نظریہ

علامہ شبیر احمد عثمانی دو قومی نظریہ کے قائل تھے اور

کانگریس کی متحدہ قومیت کے سخت مخالف تھے۔ جب آپ نے جمعیتہ علمائے اسلام قائم کی تو اس کی وجہ سے مسلم لیگ کی روز افزوں ترقی دیکھ کر کانگریسی علمائ نے یہ بے پر کی اڑانا شروع کردی کہ شیخ الہند متحدہ قومیت کی تائید کرتے تھے۔ وہ دو قومی نظریہ کو مسلمانوں کے لئے نقصان دہ قرار دیتے تھے۔ علامہ عثمانی نے اس لغو اور بے بنیاد استدلال کو مندرجہ ذیل دلائل سے باطل کرکے دکھا دیا۔

شیخ الہند کے آخری پیغام صدارت میں جو جمعیتہ العلمائے ہند کے اجلاس دہلی کے موقع پر ان کی وفات سے نو روز پہلے پڑھا گیا تھا ہندو مسلمان کے دو قوم ہونے کی تصریح موجود ہے۔ اور کسی شخص نے آج تک اس پر حرف گیری نہیں کی۔

پھر مخالفین نے ایک اور نیا جھگڑا کھڑا کر دیا کہ شیخ الہند کے صحیح جانشین علامہ عثمانی نہیں بلکہ مولانا مدنی ہیں۔ علامہ عثمانی کے دوستوں نے دلیلوں کے ذریعہ ثابت کر دیا کہ علامہ عثمانی ہی جانشین ہیں

چنانچہ مندرجہ بالا واقعات سے بھی تم پر یہ بات واضح ہو گئی ہو گی۔

پاکستان اور علامہ عثمانی

پاکستان کے متعلق علامہ نے کہا کہ پاکستان کا نظریہ لاہور کی آرام گاہ میں سونے والے علامہ اقبال مرحوم کے قلم سے ۱۹۳۰ء میں سامنے آیا۔ علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد بحر پاکستان کا نام اختصار کی وجہ سے پبلک میں مقبول ہو گیا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی قرار داد لاہور کے بارے میں جس پر پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ علامہ کہتے ہیں ہندوستان کی تقسیم کا اصطلاحی نام پاکستان ہے۔ آخر کار آپ کے اس تاریخی شہر لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ نے پاکستان جمہوریہ اسلامیہ ایک مضبوط اور اٹل مملکت بنانے کا نعرہ بلند کیا تھا۔ علامہ عثمانی کہتے ہیں کہ ہندوستان میں دس کروڑ مسلمان ایک مستقل قوم ہیں۔ جس کی وحدت اور شیرازہ بندی کے لیئے ضرورت ہے کہ اس کا

کوئی مستقل مرکز ہو۔ جہاں سے وہ مکمل آزادی اور مادی اقتدار کے ساتھ ساتھ اپنے خدائی قانون کو بے روک ٹوک نافذ کر سکے۔ بلکہ اس مثالی قانون میں انصاف و حکمت کا عملی نمونہ قائم کر کے دنیا کو ہدایت کا وہ راستہ دکھا سکے جس کی آج دنیا کو ضرورت ہے۔ موجودہ حالات میں جو اصولی سیاست دنیا میں رائج ہے اس کے ماتحت ہم صرف ان صوبوں میں اس مقصد میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ جہاں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔

جمعیتہ علمائے ہند کو جواب

علامہ عثمانی نے ہندوستان کے طول و عرض میں دن رات ایک کر کے مسلم لیگ کی تحریک پاکستان کو کامیاب بنایا۔ اور اس مقصد کے لئے بے شمار جلسوں میں تقریریں کیں اگر ان کی تقریروں کے صرف اقتباسات جمع کئے جائیں تو ان سے ایک بہت بڑی کتاب بن سکتی ہے۔ ہندوستان کو تقسیم نہ کرنے

کی علمبردار جمعیتہ علمائے ہند کے صدر کو علامہ نے مسلم لیگ اور پاکستان کے متعلق وہ دندان شکن جواب دیا کہ ان کی سیاسی موت واقع ہو گئی :-

اعلان حق اور عام انتخابات

۲۶ و ۲۷ ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کلکتہ میں جو کل جمعیتہ علمائے اسلام کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس میں جو پیغام علامہ نے بھیجا تھا وہ مندرجہ ذیل ہے :-

(۱) سب سے زیادہ اشتعال انگیز بات یہ ہے کہ دس کروڑ مسلمانان ہند کی مستقل قومیت کا انکار کر دیا جائے۔

(۲) میں ایک طویل مدت کے غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسلمانوں کو حصول پاکستان کی خاطر مسلم لیگ کی تائید و حمایت کرنی چاہیئے۔ اگر اس وقت مسلم لیگ ناکام ہو گئی تو پھر شاید مدت دراز تک مسلمانوں کو اس ملک میں پنپنے کا موقع نہیں ملے گا۔

(۳) وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ مسلمان مسلم لیگ کے بازو مضبوط کریں ۔

(۴) مسٹر محمد علی جناح قائد اعظم، سیاسیات حاضرہ کے داؤ وپیچ سے مسلمانوں میں سب سے زیادہ واقف ہیں ۔

(۵) قائد اعظم نہ کسی قیمت پر خریدا جا سکتا ہے اور نہ کسی دباؤ کے سامنے سر جھکا سکتا ہے ۔

مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کا مظہر پاکستان کا مطالبہ تھا ۔ جس وجہ سے ایک طرف ہندو قوم اور دوسری طرف انگریزی حکومت انگاروں پر لوٹ رہی تھی ۔ دونوں نے اس مطالبہ کو ناکام بنا دینے کے لئے ناپاک گٹھ جوڑ کر رکھا تھا ۔ ہر قسم کی سازشیں ہو رہی تھیں جن کی وجہ سے مسلمان بھی مرعوب تھے یہانتک کہ وہ پاکستان کا قیام ناممکن تصور کرنے لگے تھے ۔ یہ حالت دیکھ کر اسلامی ہند کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کے قائد اعظم نے عام انتخابات کا مطالبہ کیا، جو تسلیم کر لیا گیا ۔ اس موقع پر علامہ عثمانی نے

جگہ جگہ مجاہدانہ تقریریں کیں۔ جن سے ہندوستان کے مسلمانوں میں اسلامی جوش پیدا ہو گیا۔ تمام مسلمان مردانہ وار میدان میں اتر آئے۔ نتیجہ یہ کہ خدا نے اسلام کو کامیاب کیا اور دنیائے اسلام کے تمام ملکوں میں سب سے بڑا اسلامی ملک آزاد پاکستان معرض وجود میں آگیا۔

قیام پاکستان کی کوشش

پاکستان کے بننے سے پہلے بھی علامہ نے بے انتہا کوششیں کیں۔ جب پاکستان کی مخالفت کرنے والوں کو ناکامی ہوئی تو انہوں نے آپ کو قتل کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ اس سلسلہ میں علامہ عثمانی کو بہت سے خطوط ملے تھے۔ مگر آپ کو کسی خطرہ کی بالکل کوئی پرواہ نہ تھی۔ ایک دفعہ جمعیتہ العلمائے اسلام کی کانفرنس میں جو شاہی مسجد میں ہوئی علامہ نے تقریر کرتے ہوئے دشمنان پاکستان کے ان خطوط کا ذکر کیا جس میں ان کو قتل کی دھمکیاں دی گئی تھیں اور حاضرین سے پر جوش لہجہ میں کہا بھائیو! اگر میں اسلام اور پاکستان

کے راستے میں قتل کر دیا جاؤں تو اللہ اور رسول اکرمؐ کے نام پر میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میری نعش کسی حالت میں بھی ہندوستان نہ بھیجنا۔ بلکہ مجھ کو ہر حالت میں قلب پاکستان میں دفن کر دینا۔ کیونکہ پاکستان کی سرزمین ہندوستان کے مقابلے میں پاک ہوگی۔

خدا کا شکر ہے کہ علامہ عثمانی کی یہ تمنّا اس وقت پوری ہوئی جب کہ آپ نے اپنے پیارے پاکستان کے دو جشن آزادی دیکھ لئے تھے چنانچہ آپ کی آرزو کے مطابق پاکستان کے دل یعنی کراچی ہی میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

انتخابات اور ایک خواب

صوبہ سرحد اور سلہٹ کے انتخابات اور مسلم لیگ کے مطالبہ، پاکستان کے واسطے اُس آنچ کی ضرورت تھی جو جیسے سونے کو کندن بنانے کے لئے آخری وقت ہوتی ہے۔ خدا نے اپنے فضل و کرم سے یہ کسر پوری کرنے کی سعادت بھی علامہ عثمانی ہی

کو عطا کی۔ مختصر یہ کہ صوبہ سرحد اور سلہٹ کے ریفرنڈم جیت لینے کا سہرا بھی علامہ کے سر ہے۔ ان ہی دنوں کی بات ہے کہ مولانا ظفر تھانوی کو ایک خواب نظر آیا جو انہوں نے ان الفاظ میں علامہ عثمانی سے بیان کیا میں دیکھتا ہوں کہ مولانا مدنی کا جنازہ مولانا تھانوی کے سامنے لایا گیا ہے میں اس وقت کسی کام میں مصروف ہوں۔ تو مولانا تھانوی نے کہا ظفر احمد کہاں ہے۔ ان سے کہو کہ نماز جنازہ پڑھائے میں نے نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد میں فوراً بیدار ہو گیا۔ علامہ عثمانی کے پاس پہنچ کر سارا خواب بیان کیا۔

علامہ نے سنتے ہی کہا کہ انتخابات کی طرح دونوں ریفرنڈم ہم جیت لیں گے۔ چنانچہ سرحد اور سلہٹ دونوں ہی جگہ مسلم لیگ اکثریت سے کامیاب ہو گئی صوبہ پنجاب میں جو مسلم لیگ کو کامیابی ہوئی۔ اس میں بھی علامہ ہی کی کوششوں کا بہت بڑا دخل تھا متحدہ ہندوستان کے طبقہ علماء کو مسلم لیگ میں شریک کرنے کا سہرا بھی علامہ ہی کے سر ہے۔

دین الٰہی

سلطنت مغلیہ کے اکبر بادشاہ نے اپنے زمانے میں ہندوستانیوں کو ایک جگہ جمع کرنے کے لیے دین الٰہی کے نام سے ایک مذہب بنایا تھا اس زمانے میں مسلمانوں کی حالت بہت خراب تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اکبری قومیت اور دین الٰہی کے خلاف جہاد کیا اور جہانگیر بادشاہ کی حکومت کے زمانے میں اس کو بالکل توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ انگریز کے غلامی دور میں ہندی قومیت کے مردے کو گاندھی نے پھر زندہ کیا۔ ہندو لیڈروں کی چالاکی نے بعض علماء پر اثر کیا جس طرح ابوالفضل اور فیضی جیسے خوشامدی اکبر کے مرید بن گئے تھے۔ اسی طرح ہمارے زمانے میں بعض علماء گاندھی کے مرید بننے لگے تھے۔ لیکن علامہ عثمانی نے ہندوؤں کے اس متحدہ محاذ کو بالکل درہم برہم کر ڈالا۔

علامہ کہتے ہیں یہ چیز بھی قابل غور ہے کہ مجدد ثانی وہی بزرگ ہیں جنہوں نے اکبر بادشاہ کی

بنائی ہوئی قومیت اور نام نہاد دین الٰہی کے مقابلے پر
تاریخی جہاد کیا تھا۔ ہو سکتا ہے ان کا اشارہ ادھر بھی
ہو کہ آگے چل کر جب قومیتِ متحدہ ایک دوسرے رنگ
میں اور گاندھی ازم کی شکل میں ظاہر ہو گی تو خدا کی
رحمت سے اس وقت لاہور ہی وہ مقام ہو گا جہاں
سے ان نئے بتوں کے توڑنے کی پہلی آواز بلند ہو گی
متحدہ ہندوستان کے عام انتخابات میں مسلم لیگ کو
شکست دینے کے لئے جب ہندو اور انگریز متحد
ہو گئے۔ تو انہوں نے بننے والے پاکستان کی ریڑھ
کی ہڈی پنجاب میں ایک خطرناک سازش کی یعنی انہوں
نے یہاں کی برسراقتدار پارٹی یونینسٹوں سے ناطہ جوڑ
لیا۔ اور حکومت سے ایک قانون اس مطلب کے لئے
صوبہ میں نافذ کرا دیا کہ جو سیاسی جماعت انتخابات
کے پروپیگنڈے میں مذہب کے نام پر عوام کو اپنا
ہم خیال بنانے کا اقدام اٹھائے گی۔ اس کو خلاف
قانون قرار دیا جائے گا۔ نیز الیکشن کے پروپیگنڈے
میں مذہب کا واسطہ دینے والے مقرروں کو گرفتار

کر کے سزائیں دی جائیں گی۔ مگر خدا کے شیر علامہ مشرقی نے اس قانون کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑا دیں۔ نتیجہ یہ ہوا پنجاب کا اور جیہ کبھی علامہ ہی نے فتح کیا۔ جب کہ دین کا نام الیکشن کے زمانے میں جرم قرار دیا گیا تھا۔ اکبر مرحوم نے شاید اسی دن کے لئے کہا تھا:

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

جہاد

جس طرح تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین کی قربانی سے بڑھ کر کوئی قربانی نہیں۔ خیال کیجئے۔ کربلا کی تپتی ریت اور آفتاب کی گرمی ادھر یزید کا حکم کہ حسین اور اس کے ساتھیوں کو گھیر لو۔ پہنے دریا کا پانی چرند پرند اور درند سب پئیں۔ مگر رسول اللہ کے نواسے حسین کو ایک قطرہ تک نہ پہنچ سکے۔

الغرض ظلم و استبداد بیرحمی اور درندگی نیز باطل کی طاقتیں پوری قوت سے حسین اور اس کے ساتھیوں پر گدھوں کی طرح منڈلا رہی تھیں۔ مگر اسلام کا سرفروش بہادر مجاہد۔ علیؑ کا شیر۔ رسول اللہؐ کا نواسہ شان خودداری کے ساتھ تمام باطل قوتوں کو دیکھ رہا تھا چہرے پر سنجیدگی اور شان خودداری کے آثار نمایاں تھے بڑے اطمینان سے اس وقت بھی آپ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا قیام اس سرزمین پر شہادت کے لیئے ہے جو یزید کے ٹڈی دل فوج سے ڈرتا ہے اور جس کو حق کے مقابلہ میں جان عزیز ہے وہ رات کے اندھیرے میں ہمارے خیموں سے چھپ کر نکل جائے۔ مجھے کسی سے کوئی شکایت نہ ہوگی میں باطل کا مقابلہ حق سے کروں گا میں جان دے کر ثابت کر دوں گا کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ یزیدی ہوس پرستی کا یہ مطالبہ تھا۔ کہ حق اس کی مادی قوتوں کے سامنے سر جھکا دے تاکہ آنے والی نسلوں کے لیئے یہ مثال قائم ہو جائے کہ دنیا میں ظلم و ستم اور بے ایمانی

کو ہر طرح کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جو چاہے کرے۔ یہاں تک کہ جس زبان مبارک سے حق کی آواز نکلی اس پہ خنجر آبدار چلایا گیا۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

شبیر پاکستان

اسی راہ پہ چل کر علامہ عثمانی بھی ہندو اور انگریز کی قوت کو خاطر میں نہ لائے۔ اسلام کو سربلند دیکھنے کی آرزو میں عزیز واقارب کو چھوڑا۔ گھربار چھوڑا اور گھر کا آرام چھوڑا۔ مال ومتاع چھوڑا باغ و اراضی کو خیرباد کہا کفن سر سے باندھ کر پاکستان کی حمایت میں حق کی آواز بلند کی۔ اپنوں کی مخالفت، غیروں کی دشمنی مول لی۔ قتل کی دھمکیاں برداشت کیں غرض ہر اس مصیبت کا صبر واستقلال سے مقابلہ کیا جو پاکستان کے دشمن آپ کو پہنچا سکتے تھے۔

ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ اور اس کے رہنما قائداعظم محمد علی جناح نے پاکستان کی حمایت میں جہاد کیا۔ اور آپ نے اپنی جد وجہد سے علماء اور پبلک کی تائید و مدد مسلم لیگ کے لیے حاصل کی۔ کانگریسی مولویوں نے یہ الزام لگانا شروع کیا تھا کہ مسلم لیگ سرمایہ داروں اور خطاب یافتوں کی جماعت ہے۔ علامہ نے اس الزام کو لغو کر دکھایا اور ثابت کر دیا کہ مسلم لیگ اور پاکستان کے جسم میں دینی اور اسلامی روح پھونکنے والی ایک مخلص جماعت ہے۔ غرض پاکستان کے لئے علامہ عثمانی نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ اس سب سے بڑی اسلامی مملکت میں قرآنی آئین نافذ کرانے کے لئے آپ شروع ہی سے سرتوڑ کوششیں کرتے رہے۔ قرارداد مقاصد منظور کرانے کے بعد آپ کو قدرے اطمینان ہو گیا کہ پاکستان کا نیا آئین بنیادی طور پہ اسلامی ہو گا۔ بانی و معمار پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی طرح علامہ عثمانی بھی عالم اسلام اور

پاکستان کے بے مثال رہنما ہیں۔ پاکستان اور مسلم لیگ کی تائید میں علامہ نے کیا کچھ نہیں کیا۔

دہلی کنونشن

۱۹۴۶ء کی عظیم الشان کنونشن جو دہلی میں منعقد ہوئی جس میں علامہ نے خصوصیت سے شرکت کر کے ایک زبردست ملکی خدمت انجام دی۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اس کانفرنس کے اجلاس میں کسی وجہ سے علامہ کو پہنچنے میں دیر ہو گئی تو اس وقت تک قائداعظم نے کارروائی شروع نہ کی جب تک علامہ نہ پہنچے جب علامہ عثمانی کنونشن میں پہنچے تو قائداعظم کچھ دور تک استقبال کے لئے بڑھے۔ اور تمام بڑے بڑے آدمی جو وہاں موجود تھے کھڑے ہو گئے اس سے علامہ کی شخصیت کا پتہ چلتا ہے۔

غرضیکہ پاکستان کی تائید اور مسلم لیگ کی سرگرمیوں اور انتھک کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ انگریزی حکومت یہ ماننے پر مجبور ہو گئی کہ ہندوستان کے

مسلمانوں کی نمائندہ جماعت واقعی مسلم لیگ ہی ہے
اس سلسلے میں شملہ کانفرنس کے فیل ہونے کے بعد
صوبائی اور مرکزی انتخابات ہوئے جن میں مسلم
لیگ کو زبردست کامیابی ہوئی۔ اور انگریزی حکومت
اور کانگریس نے پاکستان کے مطالبے کو مان لیا
۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء کی جنگ عظیم کے بعد برطانیہ
کے انتخابات ہوئے۔ لیبر پارٹی کامیاب ہوئی جس
کا لیڈر مسٹر اٹیلی تھا۔ کنزرویٹو پارٹی کا لیڈر مسٹر
چرچل تھا۔ چرچل ہندوستان کی آزادی کا سخت
مخالف تھا۔ لہٰذا مسٹر اٹیلی کی کابینہ نے ہندوستان
کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ جس کی منظوری شاہ
برطانیہ نے بھی دے دی۔ ایک حصہ کا نام پاکستان
ہوا اور دوسرے کا بھارت۔ ہندوستان کی اس
آزادی اور پاکستان کی منظوری کا پیغام برطانیہ کا
خاص نمائندہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن لے کر آیا۔ اور
اس نے برطانیہ کے فیصلہ کو نہ صرف پارلیمنٹ
میں بلکہ آل انڈیا ریڈیو پر بھی ۳ جون ۱۹۴۷ء میں

پڑھ کر سنایا۔ اور آخر کار دنیا کے نقشہ پر ایک ایسے اسلامی ملک کی زیادتی کا اعلان ہو گیا جس کا اس سے پہلے نام و نشان تک بھی نہ تھا۔ اس اعلان سے مسلمانوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور بے انتہا خوشی منائی گئی ۔

حد بندی

پاکستانی لیڈروں کا مطالبہ یہ تھا کہ ہندوستان کے ان صوبوں کو جن میں مسلمان زیادہ ہیں۔ پاکستان بنایا جائے اور ایسے صوبے پانچ ہیں۔ یعنی سرحد۔ سندھ۔ پنجاب۔ بنگال۔ آسام۔ لیکن کانگریس نے اس میں ترمیم پیش کی اور کہا کہ ان صوبوں کے ان حصوں کو جہاں غیر مسلموں کی اکثریت ہے۔ ہندوستان میں شامل کیا جائے اس فیصلہ کے بعد باؤنڈری کمیشن مقرر ہوا۔ قائد اعظم اور کانگریس نے ثالثی کو قبول کر لیا۔ اس کمیشن کا عدد ریڈ کلف مقرر ہوا۔ بد قسمتی سے

صوبہ سرحد جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی وہاں کانگریس کی وزارت تھی۔ کانگریس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ صوبہ سرحد کے عوام کی رائے معلوم کی جائے کہ آیا وہ اپنا صوبہ ہندوستان میں رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں یہ معاملہ پاکستان کے مسلمانوں کے لئے نہایت ہی نازک مسئلہ تھا اگر صوبہ سرحد ہندوستان کے حق میں رائے دے دیتا تو پاکستان کی کچھ بھی حقیقت نہ رہتی یہی صورتِ حال سلہٹ کے متعلق تھی۔ قائد اعظم کو عجب فکر لاحق تھی۔ سوال یہ تھا کہ جس جگہ خاں برادران یعنی سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خاں کا اثر ہو اور ان کے بھائی ڈاکٹر خاں کی وزارت ہو وہاں مسلم لیگ کی کامیابی کیسے ہو سکتی ہے +

سرحد میں کامیابی

پیر مانکی شریف نے قائد اعظم کو لکھا کہ صوبہ سرحد کے ریفرنڈم کے لئے علامہ شبیر احمد عثمانی

کا دورہ کرنا نہایت ضروری ہے ۔ چونکہ ملک میں ان کا
مذہبی حیثیت سے بہت کچھ اثر قائم ہو چکا ہے ۔ چنانچہ
ان حالات کے پیش نظر قائد اعظم نے علامہ عثمانی سے
سرحد کے دورہ کے لئے کہا علامہ اس بڑھاپے اور
کمزوری کے باوجود سرحد کے دورے کے لئے
روانہ ہو گئے ۔

۱۵ جون کی سخت گرمی کے زمانے میں ایسی کمزوری
اور بیماری کے عالم میں انہوں نے جفاکشی محنت اور مشقت
کو برداشت کر کے پیرانہ سالی میں جوانی کا ثبوت دیا ۔ چنانچہ گرمی
کے سخت مہینہ میں سرحد پہنچے آپ نے اپنی زندگی کے
اس آخری دور میں بھی یہ ثابت کر دیا کہ علم و حکمت کے
میدان کا مرد مشقت کے میدان میں بھی خدا کے فضل
سے کم نہیں ہے ۔

علامہ عثمانی نے پشاور میں پر جوش لکچر دیا اور مسلمانوں
کو بتایا کہ کانگریس کا پروپیگنڈا مسلمانوں کے لئے تباہی
اور بربادی کا سامان پیدا کر رہا ہے ۔ اگر سرحد کا
صوبہ پاکستان میں شامل نہ ہوا تو مسلمان قوم کی تباہی

آنکھوں کے سامنے کھڑی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پاکستان میں اسلامی قانون ہو گا۔ اور مسلمانوں کو اپنے ملک میں اپنی مرضی کے مطابق یا مذہبی قانون جاری کرنے کا اختیار ہو گا۔ اس کے برعکس ہندوستان میں شریک ہونے کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ ہندو کی غلامی کا طوق ہمیشہ کے لئے اپنی گردن میں پہن چکے ہیں۔ پشاور کے مسلمانوں میں ان تقریروں سے بڑا جوش و خروش پیدا ہو گیا۔

قبائلی دورہ

ان کے علاوہ علامہ عثمانی قبائلی علاقوں کے دورے پر بھی گئے۔ وہاں کے مسلمانوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ وہاں کے مسلمانوں کو بھی آپ نے پاکستان کے حق میں ابھارا اور دیگر بستیوں کا بھی آپ نے رخ کیا اور وہاں بھی آپ نے لوگوں کو اسلامی سیاست اور پاکستان کی حقیقت سے روشناس کرایا۔ غرض یہ کہ پاکستان کے بنانے میں علامہ کے کردار و عمل کا نہایت ہی عظیم الشان حصہ ہے۔

اس دورے میں آپ پشاور میں ریفرنڈم تک سرحد کے صوبہ میں رہے ۔ مقابلہ نہایت ہی زبردست تھا ۔ کانگریس اپنا روپیہ پانی کی طرح بہا رہی تھی ۔ سرخ پوش پارٹی زبردست محاذ بنائے ہوئے تھی ۔

کانگریس کا پورا اثر صوبہ پر چھایا ہوا تھا ۔ وزارت ڈاکٹر خاں کے ہاتھ میں تھی ۔ ڈاکٹر خاں کا بھائی سرخ پوش جماعت کا لیڈر سرحدی گاندھی کانگریس کا حامی تھا ۔

ان حالات میں پاکستان اور مسلم لیگ کی کامیابی معجزہ سے کم نہیں تھی ۔ قائد اعظم تک گھبرائے ہوئے تھے ۔

علامہ عثمانی کے اس کامیاب دورے نے مسلمانوں کو گرمایا ۔ اور اس کا بہت اچھا اثر مسلمانوں پر پڑا پاکستان کے نظریہ سے اختلاف رکھنے والوں کے سامنے اس نظریہ کی غلط تعبیر کی گئی تھی ۔ جس کی وجہ سے سرحد کے باشندے کانگریس کے جال میں پھنس کر رہ گئے تھے ۔ اس جال کے تار و پود بکھیرنے کے علامہ عثمانی جیسی عظیم الشان شخصیت کی ضرورت تھی ۔

اُنہوں نے اس تحریک میں نہایت سرگرمی سے حصّہ لیا۔ جس کی وجہ سے سرحد کی فضا بہتر ہو گئی۔ اور پاکستان کے حق میں پبلک کے خیالات تبدیل ہو گئے ۸ر جولائی ۱۹۴۷ء سے صوبہ سرحد میں رائے شماری شروع ہوئی اور ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء کو ختم ہوئی۔ آخرکار اللہ تعالےٰ نے نہایت خطرناک منزل پہ پاکستان کو کامیاب کیا۔ کانگریس اور سرحدی گاندھی اور دیگر سرخ پوش لیڈر منہ تکتے رہ گئے یہ حالات بتا رہے ہیں کہ تحریک پاکستان پر صرف فضل ربی تھا۔ ورنہ مخالفین نے مخالفت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ لیکن سب شکست کھا گئے اور صوبۂ سرحد پاکستان کا حصّہ بن گیا۔

قائداعظم سے ملاقات

جب صوبہ سرحد کا ریفرنڈم پاکستان کے حق میں نتیجہ خیز ہو گیا تو علامہ، قائد اعظم سے دہلی میں ملے اور انہیں اس کامیابی پر مبارکباد

دی - قائد اعظم نے جواب میں کہا اس مبارکباد کے مستحق آپ ہیں - میں خواہ سیاست داں سہی - لیکن آپ نے ہر وقت مدد کر کے مذہب اسلام کی روح لوگوں میں پھونک دی +

تعیّن حدود

پاکستان کا اعلان تو ہو ہی چکا تھا ۱۴ اور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء مطابق ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ شب قدر کی مبارک ساعت میں پاکستان معرض وجود میں آ چکا تھا ۱۶ - ۱۷ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی حدود مقرر ہو گئیں - ریڈکلف نے ضلع گورداسپور تک کو پاکستان سے خارج کر دیا اور اس طرح سے سازش کر کے کشمیر پر بھی ہندوستان نے فوجی طاقت کے ذریعہ قبضہ کر لیا +

شخصیت

علامہ کی زندگی اور ان کے کارناموں سے پاکستانی عوام اچھی طرح آگاہ ہیں۔ کیونکہ ان کی حق گوئی اور حق شناسی نے کروڑوں ہندوستانی مسلمانوں کو راستہ بتایا۔ اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ قائد اعظم کی سیاسی بصیرت اور قانونی مہارت کے ساتھ ساتھ علامہ عثمانیؒ کے فیض روحانی نے مسلمانوں کو وہ قوت عمل بخشی کہ انہوں نے صدیوں کا راستہ چند برس میں طے کر لیا تحریک پاکستان کو مسلمانوں میں کامیاب بنانے میں علامہ عثمانی کی حمایت اور ان کی جدو جہد زیادہ کارآمد ثابت ہوئی ہے۔

عثمانی کالونی

کراچی میں آبادکاری سوسائٹی نے ایک کالونی علامہ عثمانی کے نام پر آباد کرائی ہے اور وہاں

ایک علامہ عثمانی ہال ہکول بھی آپ ہی کے نام
پہ قائم کیا ہے۔ پاکستان میں اور بھی کئی ادارے
آپ کے نام نامی پہ قائم کیئے گئے۔

دستور سازی

حکومت پاکستان کی طرف سے ایک سب کمیٹی بنیادی قانون بنانے کے لئے ترتیب دی گئی۔ علامہ اس کے رکن تھے۔ ظفر اللہ قادیانی نے کہا کہ میں نے سب کے آئین دیکھے لیکن یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ علامہ عثمانی سے بہتر کسی نے آئین مرتب نہیں کیا اور جو دفعات انہوں نے بنیادی طور پہ ترتیب دی ہیں وہ حد سے زیادہ قابل تحسین ہیں۔

دستور ساز اسمبلی میں کشمیر کے متعلق بھی علامہ نے پرجوش تقریر کی اور اس تقریر پہ حکومت نے ایک کمیٹی بنائی۔ جو کشمیر کمیٹی کے نام سے قائم ہوئی آپ نے پاکستان کے پہلے

وزیرِ اعظم خان لیاقت علی خاں کے ذریعہ قرارداد مقاصد پاس کرا دی اب آئندہ خداوند تعالیٰ اپنے کسی اور بندے کو اپنی قدرت سے بھیج دے گا۔ جو اسلامی قانون کو سارے ملک میں نافذ کرا کرا سکے گا۔

وفات

آپ ۸ر دسمبر ۱۹۴۹ء کو بہاولپور کے وزیرِاعظم کی درخواست پر جامعہ عباسیہ کے افتتاح کے لئے تشریف لے گئے تھے ۱۲ر دسمبر کی شب کو بخار ہوا صبح کو طبیعت ٹھیک ہو گئی۔ ۹ بجے صبح پھر سینے میں تکلیف محسوس ہوئی۔ سانس میں رکاوٹ ہونے لگی ۱۳ر دسمبر ۱۹۴۹ء مطابق ۲۱ر صفر ۱۳۶۹ھ صبح بروز منگل ۱۱ بجکر چالیس منٹ پر چونسٹھ سال ایک ماہ بارہ دن کی عمر میں وفات پائی۔ یہ خبر بجلی کی طرح سارے ملک میں پھیل گئی۔

گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین اور وزیر اعظم لیاقت علی خاں نے اپنے دورے منسوخ کر دیئے۔ تمام سرکاری دفاتر بند ہو گئے۔ میت بغداد الجدید بہاولپور سے کراچی پہنچائی گئی۔ جہاں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی اور ۱۴ دسمبر ۱۹۴۹ء کو کراچی میں سپرد خاک کر دیئے گئے ؎

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین اور وزیر اعظم لیاقت علی خاں نے اپنے دورے منسوخ کر دیئے ۔ تمام سرکاری دفاتر بند ہو گئے ۔ میت بغداد الجدید بہاولپور سے کراچی پہنچائی گئی ۔ جہاں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی اور ۱۴ ر دسمبر ۱۹۴۹ء کو کراچی میں سپرد خاک کر دیئے گئے ۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن